رجسٹرڈ
ایل نمبر ۸۹

مینیجر
پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب
ایم-اے ۱۱ میکلوڈ روڈ
لاہور

ہر قسم کی خط و کتابت
دربارہ تبدیلی مقام
و اشتہارات و ترسیل
زر بنام منیجر صاحب رسالہ
ہونا چاہیے



قیمت سالانہ
تین روپیہ آٹھ آنہ

ایڈیٹر
پادری
ایس-ایم پال
۲۸ نکلسن روڈ
لاہور

ہر قسم کے مضامین
اور خبریں وغیرہ صرف
ایڈیٹر کے نام ارسال
کرنا چاہیے

جلد ۵۷ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء | نمبر ۱۱

شعر و سخن

مسدس مِنّت

(از قلم حقیقت رقم شاعر شیریں مقال عالیجناب منشی کیدار ناتھ صاحب منّت)

گذشتہ سے پیوستہ

ہر روز بالاخانہ میں ہوتے تھے ایک جا — وہ قالب ایک جان بدل کرتے تھے دعا
گو آمد مسیح رہا دل کا مدعا — تاہم گواہی دیتے رہے اُسکی برملا
جب پنتیکوست آیا وہ مسرور ہو گئے
روح القدس نے روح دی معمور ہو گئے

اے سامعین ہم بھی کریں ملکے اب دعا — وہ بالاخانہ لے اسی گرجے میں اپنی جا
ہم بھی شمار میں ہوں صد و بیست سوا — روح القدس ہمارے دلوں کو بھی دے بلا
باہم ملیں ہے آج مسیحا کی ایسٹر
آنے پائے ہوگی ہماری بھی ایسٹر

اے اب جو اس سال کو باہم پڑھیں گے دعا — برکت عطا کر انکو کہ باہم سنیں سنائیں
ڈھلجائیں تیرے سانچے میں اور زندگی بنائیں — سچ مچ ہوں ہم مسیح کے عیسائی جب کہائیں
ہو لیں نہ گڈ فرائڈے ہو یا ایسٹر
غمگین وہ کرے تو کرے شاد ایسٹر

منّت کی التجا ہے یہ تیرے حضور میں — رکھ اپنی روح پاک کی مے کے سرور میں

اُفکار دنیوی کے پڑوں کیوں فتور میں — بلکہ رکھ مجھے تو اپنے عباد الشکور میں
جب تک دہن میں نطق و سخن بر زباں رہے
تثلیث کی صفت میں وہاں تر زباں رہے

برکت

ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل خدا باپ کی محبت روح قدس کی رفاقت اس رسالہ کے پڑھنے سُننے والوں کے ہمیشہ ہمیشہ ساتھ رہے۔

کانٹیٹ اِن کرائسٹ

دُعائے سحری

جناب برکت علی شروانی کے قلم سے

یارب تلاش کرنی اپنی ہمیں سکھا دے — اُلفت کا اپنی سیدھا رستہ ہمیں بتا دے
مدت سے ہوں پریشاں میں جستجو میں تیری — پژمردہ دل کا غنچہ رحمت سے تو کھلا دے
جنگل میں تجھ کو ڈھونڈوں بستی میں یا کہ دیکھوں — رہتا ہے کس جگہ تو خود ہی پتہ بتا دے
حسرت سے دل بھرا ہے حد سے بڑھی تمنا — تو خود ہی رُخ سے اپنے پردہ ذرا اُٹھا دے
یا کھول دل کی آنکھیں دیدار کر سکیں ہم
آتے ہیں پاس تیرے جلوہ ہمیں دکھا دے

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

نورافشان

۱۵ مارچ ۱۹۲۹ء۔ لاہور

مولوی ثناء اللہ صاحب کے کفارہ پر اعتراضات

قرآن و حدیث سے کفارہ کا ثبوت

۱۱

چل میرے خامہ بسم اللہ

مولوی صاحب نے نورافشان ۲۹ نومبر ۱۹۲۸ء میں سے سابق ایڈیٹر یعنے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے ایک مضمون میں سے جو کفارہ پر تھا ایک اقتباس کیا ہے آپ اسی اقتباس کی بنا پر لکھتے ہیں کہ:-

"مگر ان میں ایک تنقص یا سہل انگاری یہ ہے کہ ان مصنفوں نے اس امر کا فیصلہ نہیں کیا کہ شرعی گناہ فوجداری کیس ہے یا دیوانی؟ مثلاً بدکاری کی سزا شرع میں جہنم کی قید ہو یا مالی جرمانہ ہے۔ کچھ شک نہیں کہ حضرات انبیا علیہم السلام کی شریعت میں گناہوں کا مقدمہ فوجداری کیس ہے۔ دیوانی نہیں۔ پس جب فوجداری کیس ہو تو فوجداری میں اصل الاصول قانون ہے کہ

جو کرے وہی بھرے"۔

(اہلحدیث ۷ دسمبر ۱۹۲۸ء ص ۳)

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ "شرعی گناہ فوجداری کیس" ہے اور فوجداری کی تعریف "جہنم کی قید" ہے۔ اور "فوجداری میں اصل الاصول قانون یہ" ہے کہ "جو کرے وہی بھرے" یعنے جو شخص گناہ کرتا ہے وہی شخص سیدھا جہنم میں جاتا ہے اور اس سے کوئی معاوضہ "یا مالی جرمانہ" نہیں لیا جاتا ہے۔ اگر میں یہ ثابت کر دوں کہ جو کچھ مولوی صاحب لکھ رہے ہیں قرآن و احادیث کے منافی لکھ رہے ہیں تو پھر مزید لکھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

قبل اس کے کہ میں قرآن شریف اور احادیث میں سے شواہد پیش کروں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی گوش گذار کر دوں کہ نفس کفارہ پر مسیحیت اور اسلام دونوں متفق ہیں صرف اسکی نوعیت میں اختلاف ہے۔ مسیحیت مسیح کو کفارہ مانتی ہے۔ اور اسلام اور چیزوں کو۔ قرآن شریف کی ذیل کی آیتیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ (۵: ۹۱)

ترجمہ:- "اللہ تعالے تم سے مواخذہ نہیں فرماتا تمہاری قسموں میں لغو قسم پر لیکن مواخذہ اس پر فرماتا ہے کہ تم قسموں کو مستحکم کر دو۔ سو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا کھلا دینا ہے اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو دیا کرتے ہو یا انکو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا۔ اور جسکو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں۔ یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جبکہ تم کھا لو۔ اور اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو۔ اسی طرح اللہ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔"

آیت بالا سے صاف ظاہر ہے کہ قسم کھا کر پورا نہ کرنا قابل مواخذہ گناہ ہے جو بقول مولوی صاحب ایسے شخص کو سیدھا جہنم میں جانا چاہئے۔ لیکن قرآن شریف اس کو "مالی جرمانہ" پر چھوڑ دیتا ہے +

(۲) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (۵: ۹۶)

ترجمہ:- "اے ایمان والو جنگلی شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو۔ اور جو شخص تم میں سے اسکو جان بوجھکر قتل کریگا تو اس پر پاداش واجب ہوگی۔ جو مساوی ہوگی اس جانور کے جسکو اس نے قتل کیا ہے۔ جسکا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں خواہ وہ پاداش خاص چوپایوں سے ہو۔ بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دیا جائے۔ اور خواہ اسکے برابر روزے رکھ لئے جاویں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اور اللہ تعالے نے گذشتہ کو معاف کر دیا۔ اور جو شخص پھر ایسی حرکت کریگا تو اللہ انتقام لیگا اور اللہ زبردست ہے انتقام لے سکتا ہے"۔

اس آیت سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ بحالت احرام شکار کا قتل کرنا سخت گناہ ہے۔ جسکے مرتکب کو بقول مولوی صاحب سیدھا جہنم میں جانا چاہئے تھا لیکن قرآن شریف اسکو صرف "مالی جرمانہ" پر چھوڑ دیتا ہے۔ میں محض عدم گنجائش کی وجہ سے انہی دو آیتوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ ورنہ قرآن شریف میں بیسیوں ایسی آیتیں ہیں جن سے مولوی صاحب کی قرآن دانی کی حقیقت واضح تر ہو جاتی ہے۔

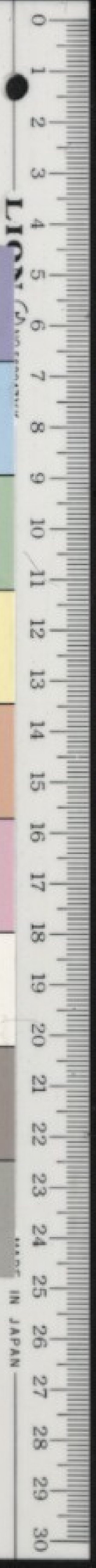
یہاں تک تو قرآن شریف میں سے کفارہ کا ثبوت تھا۔ اب احادیث کی تعلیم ملاحظہ ہو۔

(۱) وعن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیمة دفع اللہ الی کل مسلم یهودیا و نصرانیا فیقول هذا فکاکک من النار رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ ص ۴۸۵)

ترجمہ "ابی موسےٰ نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا عیسائی دے کر کہیگا کہ یہ تجھکو آگ سے رہائی دینے کا بدلہ ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کی ہے"۔

مولوی صاحب دیکھئے تو یہ کہاں کا انصاف اور "فوجداری کیس" ہے کہ گناہ تو کریں مسلمان اور یہودی یا عیسائی بیچارے اُن کے بدلے دوزخ میں جائیں؟!

(۲) عن سلمان بن عامر الضبی قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول مع الغلام عقیقة فاهریقوا عنه دما و امیطوا عنه الاذی رواہ البخاری۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۲)



ترجمہ "سلمان بن عامر الضبی نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے کی پیدائش کے ساتھ عقیقہ کرنا لازمی ہے۔ پس ان کے عوض میں خون بہاؤ (گوسفند ذبح کرو) اور اس سے ایذا کو دور کرو۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کی ہے۔"

کیا مولوی صاحب "فوجداری کیس" کے یہی معنے ہیں کہ ایذا تو ہو لڑکے کو اور ذبح کیا جائے گوسفند؟! کیا میں مولوی صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ حدیث بالا میں ایذا سے کیا مراد ہے؟ کیا اس گناہ کی اذیت تو نہیں جو حضرت آدم سے ورثہ میں چلی آئی ہے۔ ذرا احتیاط کے ساتھ قلم اٹھایئے ایسا نہ ہو کہ پھر آپ کو ناپیدا کنار مصائب کا سامنا کرنا پڑے

افسوس تو یہ ہے کہ مولوی صاحب نے اور مسلمانوں کی طرح کفارہ پر ٹھنڈے دل سے کبھی غور نہیں کیا ورنہ کفارہ کا ثبوت ہماری روزمرہ زندگیوں میں اس صفائی کے ساتھ ملتا ہے جس سے کوئی شخص بشرطیکہ تعصب سے جس کا دل آلودہ نہ ہو انکار نہیں کرسکتا ہے۔ ایک لائق باپ اپنی تمام زندگی اپنے اہل وعیال کی بہبودی کے لئے صرف کرتا ہے۔ ایک گھر میں جب کوئی شخص بیمار ہوجاتا ہے تو اس کی بیماری کو اس کے تمام متعلقین اس طرح بانٹ لیتے ہیں کہ کوئی ڈاکٹر بلا لاتا ہے کوئی دوائی پلاتا ہے۔ کوئی اُسکے ساتھ جاگتا رہتا ہے۔ کوئی تسلی دیتا۔ غرضیکہ ایک شخص کی تکلیف اور بیماری سے تمام گھر تکلیف زدہ اور بیمار بنجاتا ہے۔ اگر اس کے متعلقین مولوی صاحب کے اس سنہرے اصول پر عمل کریں کہ "جو کرے وہ بھرے"۔ تو اس بیمار کا خدا ہی حافظ ہے۔ دنیا سے ہمدردی۔ ایثار۔ اور محبت اسی طرح مفقود ہوجائیں جس طرح مولوی صاحب کے دماغ سے قرآن شریف واحادیث کے صحیح مفہوم مفقود ہیں۔

ایڈیٹر کی گذارش

کیا آپ نور افشان کی اشاعت کے لئے کوشش نہ فرمائینگے۔ اور اس کے منتظر رہینگے کہ ہم آپ کی خدمت میں گڑگڑا کر عرض کریں؟

لمعات

زمیں جنبد نہ جنبد دوست محمد

(۲)

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

خدائے قادیانی کا یہی سیکنڈ ایڈیشن جو الوہیت آب کے مخلوقات میں احسن التقویم کا اتم اور اکمل نمونہ ہے لکھتا ہے کہ "اگر اسی مضمون اور مسئلے کے نوٹ سے آپ کی درجن بھر اُردو اور عربی کی غلطیاں نکال دیں تو کیا آپ اپنی عربی دانی اور اُردو فہمی کا دعوے چھوڑ دینگے۔ خیر یہ تو کتابت کی لغزشوں کا قصہ تھا"

اس میں کیا شک ہے کہ "کتابت" کی غلطیاں ہوتی ہیں اور ہوتی رہینگی جب قرآن شریف ان غلطیوں سے نہ بچ سکا تو نور افشان کیسے بچ سکتا تھا۔ پیغام (صلح) جنگ کی تو کوئی حقیقت ہی نہیں جسکو اس مقابلہ میں شمار کیا جاسکے لیکن کتابت کی غلطیاں اسقدر واضح ہوتی ہیں کہ پڑھتے ہی معلوم ہوجاتی ہیں۔ مگر عین کو الف لکھنا ایسی بھیانک غلطی ہے جسکو "کتابت" سے مطلق تعلق نہیں ہے۔ سین کی غلطی شین یا اسی قسم متشاکل حروف سے ممکن ہے لیکن عین کو الف لکھنا ایسی غلطی ہے جسکی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی ہے۔

جل جلالہ

آپ اقرار بھی کرتے ہیں کہ "ہم نے نہ کبھی عبرانی دانی کا دعوے کیا ہو۔ اور نہ کرنے کا ارادہ ہے"۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھتے جاتے ہیں کہ "مگر لفظ عاد عبرانی رسم الخط میں آپنے کیا ٹھیک لکھا ہے؟ یا محض عبرانی دانی کا دعوی دکھانے کے لئے سوائے ایک حرف کے کوئی بھی صحیح نہیں لکھا" جل جلالہ آپ کی اس عبارت کو پڑھکر ہم تو ہنستے ہیں کہ مرحوم کبھی نہ ہنسے ہونگے۔ عبرانی حروف کو آنکھوں سے دیکھنا تو آپ کو نصیب نہ ہوا ہوگا۔ البتہ ہاتھوں سے ٹٹول کر یہ اندازہ کرلیا ہوگا کہ "سوائے ایک حرف کے کوئی بھی صحیح نہیں لکھا"۔ میرے دوست! ایک حرف کو کیوں صحیح رہنے دیا اسکو بھی غلط لکھکر اپنی غلط اندازی کی فہرست مکمل کرتے خیر میں چاہتا نہیں کہ آپ کو زیادہ شرمندہ بناؤں۔ البتہ آپکو یہ مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں کہ جس زبان میں آپ کو دخل نہیں اس سے مطلق بحث نہ کریں:

بیحیا باش ہرچہ خواہی کن

آپ خدائے قادیان کی لن ترانیوں کا مجسم پیکر بنکر ہمیں مخاطب کرتے ہیں کہ "آپ کو وہ وقت بھی یاد ہوگا جب آپ فورمین کرسچین ہال میں لفظ معارضہ کو معارفہ کہہ رہے تھے" درحقیقت میں اس دن کو کبھی نہیں بھول سکتا جس میں میں نے یہ چیلنج کیا تھا کہ اگر کسی کو عربی دانی کا دعوی ہے تو میرے بالمقابل عربی زبان میں آکر لکچر دے اسوقت جو ہوائیاں آپ کے چہرہ پر اُڑ رہی تھیں اور آپ کی جماعت پر جو موت نما خاموشی چھا گئی تھی ایسا واقعہ تھا جو کبھی بھلایا جاسکے۔ سالیجہ کے ایڈیٹر صاحب نے اس رات کا جو کارٹون شائع کیا ہے وہ اس رات کا تاریخی یادگار ہے۔ وہ بھی عجب وقت تھا کہ ایک طویل خاموشی کے بعد ایک احمدی پلیٹ فارم پر آکر عربی میں لکچر دینا چاہا تو بسم اللہ ہی میں لسانی عربی کی بجائے "نسانی عربی" اسی طرح کہا جس طرح آپ کے خدائے قادیان نے اپنے انگریزی الہام میں بجائے "چینج" کے "اسٹینج" کہدیا تھا

غلطی کا سلسلہ کہاں سے شروع ہوتا ہے

چلو مان لیا جائے کہ ہمیں سے لفظ معارضہ کے املا میں غلطی ہوگئی یعنی ایسی غلطی تھی جس طرح آپ کو ہمارے عبرانی حروف میں نظر آتی ہے۔ لیکن اس غلط روی کا سلسلہ ہم ہی سے شروع نہیں ہوتا ہے بلکہ بقول خدائے قادیان قرآن مجید اس قسم کی غلطیوں سے بھرا ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدائے تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گرامر یعنی صرف ونحو کے ماتحت نہیں چلتا ہے اسکی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ آیت ان ھذٰن لسٰحران انسانی نحو کی رو سے ان ھذین

چاہیے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۲ پر حاشیہ)

شاید یہی سبب ہے کہ خود خدائے قادیان نے بھی "انسانی گرامر یعنی صرف و نحو کے ماتحت" چلنا پسند نہیں کیا اور اپنے عربی قصائد میں وہ ٹھوکریں کھائی ہیں جن کی حد نہیں۔

پس اگر ہم نے کسی لفظ کے تلفظ میں غلطی کی ہے تو محض اس وجہ سے کہ ہم نے خدائے قادیان کے پرمان وار رب الافواج آن کے آگے سر تسلیم خم کر کے اپنے آپ کو "انسانی گرامر یعنی صرف و نحو کے ماتحت" چلنے سے آزاد کیا۔ آپ کا محبوب

زخنجر اٹھیگا نہ تلوار تم سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

آپ ہم سے ایک "معقول" سوال کرتے ہیں کہ "سوال صرف یہ ہے کہ آیا آپ معقولیت کے ساتھ کسی مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے یا علمی رنگ میں کسی بات کو طے کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں" شاباش! "معقولیت" اور "علمی رنگ" کی خوب کہی۔ اگر آپ کو "معقولیت" اور "علمی رنگ" میں بحث کرنے کی کچھ بھی رغبت ہوتی تو آپ نے ہمارے اس جگر دوز اعتراض کا جواب کیوں نہ لکھا۔ جو نور افشاں کی اسی اشاعت میں آپ کے اس فاسد عقیدہ پر کیا گیا تھا جس پر آپ نے پیغام صلح (جنگ) مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۹ء کے کالم کا کالم سیاہ کر دیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس اعتراض کے جواب لکھتے وقت شاید آپ کے ہاتھوں پر رعشہ گر گیا یا قلم ٹوٹ گیا یا دوات خشک ہو گئی۔

چونکہ آپ معقولیت کے زیادہ دلدادہ معلوم ہوتے ہیں۔ لہذا ہم اس اعتراض کو دوبارہ یہاں نقل کرتے ہیں۔ اور دیکھینگے کہ آپ "معقولیت" کے کتنے پانی میں ہیں۔ وہ اعتراض یہ ہے۔

"بالفرض محال گر مسیحیوں نے یہ غلطی کی کہ حضرت مسیح کو کنواری ماں سے تولد شدہ مان لیا" تو قرآن شریف اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کیا ہوا تھا کہ مسیحیوں کی کتاب پرستی کی "تقلید" کے مقلد بنگئے اور ڈبل بلکہ ٹرپل غلطی کے مرتکب ہو کر حضرت مسیح کو کنواری ماں سے تولد شدہ مان لیا" (نور افشاں ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء)

کیا ہم منتظر رہیں کہ آپ اس پر "معقولیت" اور "علمی رنگ" میں بحث کرینگے۔ یا پھر ذاتیات پر اتر آئینگے؟

خاص مضامین

کتب عہد جدید کی صحت پر ایک محققانہ نظر

۱۴

پنجم۔ افریقی تراجم۔ مسیحیت نے یا ملک مصر کے ذریعہ یا سیدھا ارض مقدس کنعان سے ملک ابی سینیا میں دخل پایا۔ پانچویں صدی کے آخر میں مسیحیت اس ملک کا قومی مذہب بنگئی۔ لیکن چوتھی صدی میں انجیل جلیل کا ترجمہ اس زبان میں ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس زبان کے بہت نسخے موجود ہیں۔ مغربی ممالک کے کتب خانوں میں ایک سو سے زاید نسخے موجود ہیں۔ ان میں سے سب سے قدیم نسخے کا متن نہایت صحیح ہے۔ مابعد کے نسخوں پر عربی ترجمہ کا اثر نمایاں ہے۔ لیکن اس زبان کے تمام نسخوں کی تا ہنوز جانچ پڑتال نہیں کیگئی۔

ششم۔ عربی تراجم۔ کتاب مقدس کے عربی تراجم بکثرت موجود ہیں۔ ان میں سے بعض اصل یونانی سے بعض شامی زبان سے بعض قبطی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کئے گئے۔ حال ہی میں کوہ سینا سے بعض عربی نسخے ہاتھ لگے ہیں۔ جو ان تراجم میں سے کسی کی نقل نہیں ہیں۔ بلکہ کسی قدیم ترجمہ کی نقل ہیں۔ کیا عجب ہے کہ وہ حضرت رسول عربی کے رشتہ دار حضرت ورقہ بن نوفل کے ترجمہ کی نقلیں ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب

ہفتم۔ قبطی تراجم۔ کتاب اعمال الرسل ۱۸: ۲۴-۲۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک مصر میں مسیحیت کی اشاعت خداوند مسیح کی وفات کے چند سال کے بعد ہو گئی۔ روایت ہمیں بتاتی ہے کہ مقدس مرقس نے وہاں کلیسیا قائم کی۔ بہرحال یہ ظاہر ہے کہ رسولوں کی عین حیات میں ہی ملک مصر میں مسیحیت کی اشاعت ہو گئی۔ یہاں یہودی ہزاروں کی تعداد میں رہتے تھے اور یہ سرزمین وہ جس میں عہد عتیق کا مشہور ترجمہ سبعینہ (سپٹواجنٹ) ہوا۔ لہذا جب دوسری صدی میں قبطی زبان ایجاد ہوئی تو عہد جدید کی کتب کا ترجمہ سنہ ۱۵۰ء اور سنہ ۲۰۰ء کے درمیان اس زبان میں ہو گیا۔

اس زبان کی دو شاخیں ہیں اول سعیدی۔ دوم بحیری

(ا) سعیدی زبان۔ اس زبان میں بے شمار ٹکڑے موجود ہیں۔ اور اگر ان سب کو ایک جگہ لکھا جائے تو وہ عہد جدید کی تمام کتب پر مشتمل ہونگے۔ عہد عتیق اور عہد جدید دونوں کے بے شمار ٹکڑے موجود ہیں اور ہر سال ان ٹکڑوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سعیدی زبان کے نسخے بحیری زبان کے نسخوں سے زیادہ قدیم ہیں۔ کیونکہ یہ زبان سنہ ۲۵۰ء کے بعد غیر مروج ہو گئی۔ پس ظاہر کہ جب دوسری صدی میں قبطی حروف ایجاد ہوئے اور سعیدی نسخ کا سنہ ۲۵۰ء کے بعد رواج نہ رہا تو یہ ترجمہ ضرور سنہ ۱۷۵ء اور سنہ ۲۰۰ء کے درمیان ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ اس زبان کے بے شمار ٹکڑے مل سکے ہیں۔ تو نسخوں کی نقلیں بھی بہت ہوئی ہونگی۔

پس سعیدی ترجمہ کا متن قدیم ترین متنوں میں سے ہے اور مقدس اوریجن سے پہلے کا متن اور نہایت قابل قدر متن ہے۔

(ب) بحیری حروف نے سعیدی حروف کی جگہ غصب کر لی اور اس زبان کے عہد جدید کے نسخے بکثرت موجود ہیں۔ بعض نسخوں میں یہ کتابیں کامل موجود ہیں۔ اور اگرچہ تا حال کوئی ایسا نسخہ نہیں ملا جس میں یہ تمام کتب یکجا موجود ہوں لیکن یہ سب کتب مختلف نسخوں میں محفوظ ہیں۔ پادری ہورنر صاحب نے آکسفورڈ یونیورسٹی کے چھاپہ خانہ کے لئے بحیری زبان میں ایک عہد جدید مرتب کیا ہے۔ متی کی انجیل چونتیس ۳۴ نسخوں سے اور دیگر اناجیل بیس ۲۰ نسخوں سے تیار کی گئی ہیں۔ بیس نسخوں سے خطوط حضرت پولوس تیرہ ۱۳ نسخوں سے کیتھولک خطوط تیرہ ۱۳ نسخوں سے اعمال کی کتاب اور گیارہ سے مکاشفات کی کتاب تیار کی گئی ہے۔ یہ ترجمہ یونانی کا لفظی ترجمہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس شائع شدہ انجیل کا



متن نہایت معتبر اور صحیح ہے۔ نسخوں سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ قبطی کاتب یہودی کاتبوں کی طرح ایک ایک لفظ کو نہایت عزم اور احتیاط سے لکھتے تھے۔ بلکہ اگر کہیں اختلاف کتابت ہوتا تھا تو یہ قبطی کاتب حاشیہ میں لکھ دیتے تھے کہ اختلاف یونانی نسخوں میں پایا جاتا ہے لیکن قبطی نسخوں کی کتابت میں نہیں ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ قبطی کلیسیا کس ایمانداری سے اپنے صحیح متن کی حفاظت کرتی تھی۔ ان قبطی نسخوں کا متن وہ صحیح ترین اور اعلےٰ ترین تھا اور نسخہ ویٹی کن (جسکا ذکر ہو چکا ہے) کے متن کی طرح کا متن ہے۔

اس زبان میں کتب عہد جدید کا ترجمہ چوتھی صدی مسیحی سے پہلے ہوا تھا اور غالباً سنہ ۲۵۰ء اور سنہ ۳۰۰ء کے درمیان ہوا تھا۔

(ج) دیگر قبطی زبانوں کے تراجم۔ ان دو زبانوں کے نسخوں کے علاوہ دیگر قبطی زبانوں میں بھی عہد جدید کے ترجمے ہوئے تھے۔ کیونکہ ان ترجموں کا متن مذکورہ بالا دونوں ترجموں سے مختلف ہے۔ یہ نسخے چھٹی پانچویں اور چوتھی صدی مسیحی کے ہیں۔ اور قدیم متن کے معلوم کرنے میں مدد اور معاون ہیں۔ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء میں ایک اور قبطی ترجمہ کا نسخہ مصر سے دستیاب ہوا جو سنہ ۳۵۰ء میں لکھا گیا تھا۔ یہ نسخہ مقدس یوحنا کی انجیل پر مشتمل ہے۔ اس نسخہ کا متن ظاہر کرتا ہے کہ یہ ترجمہ دوسری صدی میں کیا گیا تھا۔ اس کا متن یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ترجمہ اس متن کا ہے جو کوہ سینا کے نسخہ کا متن ہے اور صحیح ترین متن ہے۔ یہ نسخہ اب بائبل سوسائٹی لندن کے پاس ہے۔

مغربی ممالک کے تراجم

اول۔ گاتھی ترجمہ۔ یہ ترجمہ قوم گاتھ کی زبان میں ان کے پہلے اُسقف الفلس نے کیا تھا۔ اس شخص نے اس قوم کو مسیحیت کے حلقہ بگوش کیا اور چونکہ یہ لوگ وحشی تھے ان کی زبان کے حروف اس نے ایجاد کئے اور سنہ ۳۵۰ء میں اس نے بائبل کی کتب کا ترجمہ ان کی زبان میں یونانی زبان سے کیا۔ یہ ترجمہ یونانی کا لفظی ترجمہ ہے۔ اور اس کا متن نہایت قدیم ہے۔

برکت اللہ

مراسلات

ایک واعظ کا پُرتاثیر خطبہ

(از قلم جناب کرم آلہی صاحب پنوں سیالکوٹ)

گذشتہ سے پیوستہ

مسیح نے کہا "اس پر ایمان لاؤ جس پر مہر ہے"۔ "اگر اُس پر ایمان لاؤ تو تمہارے پاس زندگی ہے۔ کیونکہ "جو بیٹے کے کلام کو سنتا اور اس کے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہے اور اس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے نکلکر زندگی میں داخل ہو گیا ہے"۔ (یوحنا ۵: ۲۴) اور "جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے" (یوحنا ۳: ۳۶) کیا آپ کے پاس بیٹا ہے؟ کیا آپ کے دل میں بیٹا ہے؟ کیا مسیح آپ کے دل میں رہتا ہے؟ مسیح کہتا ہے کہ "آسمان مجھے سنبھال نہیں سکتے۔ میں آتا ہوں کہ اس کے دل میں رہوں جو حلیم ہے"۔ وہ ہمارے دل میں آنے کو تیار ہے۔ کاش کہ ہم اُسے اپنے دل میں جگہ دیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض اوقات ڈاکٹروں کے پاس ایسے مریض بھی جاتے ہیں جنہیں بیماری کا بھی علم نہیں ہوتا جو اُنہیں لگ گئی ہو۔ فرض کرو کہ ڈاکٹر مریض کو کہدے کہ تجھے تپ دق لگ گئی۔ مریض اس حالت میں ڈاکٹر کو اپنا دوست سمجھ کر کوشش کریگا کہ اُس کا علاج ہو جائے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے اُس بیماری سے چھوٹ جائیں۔ بعینہ اسی طرح اگر ہم بھی سمجھ جاتے کہ یہ گناہ کی بیماری جو ہمیں لگ گئی ہے کیسی ہے تو ہم ضرور علاج کرتے۔ ہم اُس کام کے پاس آجاتے اور اس سے علاج کرواتے۔ آپ کو پتہ ہے کہ اگر کسی کو ایک دفعہ بیماری لگ جائے تو یہ روح کا ابدی نقصان ہے۔

مگر سوال یہ ہے کہ یہ بیماری کیوں آئی؟ اس لئے کہ یہ بدن ہمیں اسواسطے ملا کہ بدن میں ہمیں سبق ملے پہلے ہم جسم کی بیماری اور بعد ازاں روح کی بیماری معلوم کرینگے۔ اگر ہم ایک دفعہ گناہ کرتے ہیں تو اُس بیماری کا ڈاکٹر یعنی خداوند یسوع مسیح ہمیں اس بیماری کی بابت پتہ دیتا ہے۔ لیکن ہم اُسے ایک معمولی بات سمجھتے ہیں ہم کہتے ہیں ہر ایک گناہ کرتا ہے ہم کیوں نہ کریں؟ ہم چوری۔ بدگوئی۔ غفلت۔ جھوٹ کے گناہ کرتے رہتے ہیں لیکن ہمیں بالکل پروا نہیں بلکہ ہم مسیح کو ٹھٹھے میں اُڑاتے ہیں کہ وہ کیوں اس دنیا میں آیا؟ جب اُس نے دیکھا کہ کوئی علاج کرنے والا اور شفاعت کرنے والا نہیں تو بھی وہ اس کام کے لئے آیا۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے گناہ میں چھوڑ دے۔ لیکن بتایئے کہ اس سے ہمارا علاج کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ ہم ڈاکٹر کے پاس ہی نہ جائیں۔ ضروری بات یہ ہے کہ ہمیں گناہ کی بیماری کے لگ جانے کا یقین ہو جائے۔ جب ہمیں اُس نے اپنا خون دیا تو ہم دعا کرینگے کہ اے خداوند (اس گناہ کی) بیماری کا علاج بھی کر لیکن جب ہم اُس ڈاکٹر کو ٹھٹھے میں اُڑاتے ہیں تو کیونکر بچ سکتے ہیں ہم اُسے کہتے ہیں کہ تو کیوں صلیب پر چڑھا؟ تو کیوں مارا گیا؟ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہم اس طرح اُسکے خون کی قدر نہیں کرتے۔ یاد رکھیں کہ یہ بیماری بہت سخت اور خطرناک ہے۔ اس کا نتیجہ بہت بُرا ہے۔ افسوس کہ ہم مریض ہو کر اس (خداوند) سے علاج نہیں کرواتے خداوند ہمیں اپنا نور دے اور اپنی روشنی ہم پر چمکائے تاکہ ہم معلوم کریں کہ گناہ کیسی خطرناک چیز ہے چاہئے کہ ہمیں سمجھیں اور علاج کروائیں۔ بجائے اسکے کہ شکایت کریں۔ خدا کے کلام میں لکھا ہے کہ خدا نے بیٹے کو دنیا میں اس لئے نہیں بھیجا کہ دنیا پر سزا کا حکم کرے بلکہ اس لئے کہ دنیا اُسکے وسیلے سے نجات پائے (یوحنا ۳: ۱۷) خداوند مسیح اچھا ڈاکٹر ہے۔ وہ بیماری کی قسم آپ کو بتا دیگا تاکہ آپ اُس کے پاس آکر علاج کرائیں۔ مسیح کا یہ قول کیسا ہی تسلی بخش اور حوصلہ افزا ہے کہ خدا کا کام یہ ہے کہ جسے اُس نے بھیجا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ باپ یعنی خدا نے اُسی پر مہر کی ہے" اور جس نے

گنہگاروں کے لئے اپنی جان دے دی۔ وہ جس کا نام سب ناموں سے اعلےٰ ہے۔ ایک دن آئیگا کہ وہ اگر سلطنت کریگا اور وہ بھی سلطنت کرینگے۔ جنکے دلوں میں وہ بادشاہت کرتا ہے۔ پانی صرف ہمارے بیرونی حصہ کو یعنے ہمارے جسم کو صاف کر سکتا ہے۔ لیکن خون ہمارے دل تک پہنچتا ہے اور اس طرح ہمارے گناہ دھوتا ہے اور خصوصاً ایک خداوند یسوع مسیح کا خون جو کہ بے عیب و بے گناہ تھا۔ لازم ہے کہ اُسکے جائیں اور اُسے نہ چھوڑیں۔

کیا تحقیق الاسلام پھر چھپ رہی ہے

(از جناب رئیس التحریر مسٹر موسےٰ خاں صاحب)

پادری غلام مسیح صاحب سابق مدیر نور افشاں لاہور کی بے نظیر تصنیف موسومہ بہ "تحقیق الاسلام" اپنے طرز کی واحد کتاب تھی۔ ادھر نکلی اور اُدھر مسلم علماء اور اسلامی جرائد نے مصنف کی انصاف پروری رواداری اور سنجیدگی کی داد دی۔ ابھی یہ سرٹیفکیٹ پیش ہو ہی رہے تھے کہ مذہبی مسائل سے ناواقف ایک ممبر کونسل نے کونسل میں غالباً کسی کی انگیخت پر اُس کے خلاف آواز اُٹھائی۔ اور اسکے بعد ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع نے کتاب مذکور کی سب جلدیں لیکر نذر آتش کردیں۔ اور عوام میں مشہور ہوگیا کہ سرکار پنجاب نے اسے ضبط کرلیا۔

انہی دنوں کسی صاحب نے پرتاپ میں اسکے متعلق سرکار سے سوالات بھی کئے۔ مگر کوئی جواب نہ ملا۔ لوگ حیران رہ گئے کہ آخر وہ کونسی بات تھی جس کے سبب کتاب مذکور ضبط کرلی گئی۔ ایک عرصہ گذر گیا اور اب تک مطالبہ جاری ہے۔

کتاب کے نذر آتش ہونے کے ایک دو سال بعد پادری صاحب ممدوح الصدر نے اپنے وکیل کی معرفت نور افشاں میں نوٹس دیا کہ کوئی صاحب تحقیق الاسلام کو نہ چھاپیں اور پھر خود ایک اعلان شائع کیا کہ جو لوگ یہ پراپیگنڈا کر رہے ہیں کہ تحقیق الاسلام ضبط شدہ کتاب ہے جھوٹے ہیں اور کتاب ضبط شدہ نہیں ہے۔

پس ہم پادری صاحب سے باادب دریافت کرتے ہیں کہ اگر (۱) گورنمنٹ نے اسے ضبط کرکے پھر اسکی اشاعت پر سے پابندیاں ہٹا دی ہیں (۲) یا سرکار دولتمدار کا کوئی حکم اسکی ضبطی کے متعلق نہیں ہے

تو آپ اسے کیوں نہیں چھاپتے

اگر

کوئی قانونی بندش اسکی اشاعت پر عاید نہیں تو ہم پادری صاحب سے بہت زور کے ساتھ مطالبہ کرتے ہیں کہ اسے پھر چھاپئے۔ اور اگر کسی قسم کا کوئی امر مانع ہو تو نور افشاں کی وساطت سے جواب دیجئے تاکہ لوگ یا مایوس ہوجائیں یا دوبارہ طباعت کے لئے کوئی انتظام کریں۔

جواب کا طالب

خان

کھُلی چٹھی بنام

پادری ایس ایم پال و مسٹر ایم کے خان

(از قلم حقیقت رقم حضرت پادری واعظ صاحب دام ظلہ)

کیوں صاحبان!! کس نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ گڑے مردوں کو اکھیڑ دیں۔ کیا کوئی آپ سے باز پرس کرنے والا نہیں۔ اس لئے آپ دلیر ہیں۔ آخر کب تک۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مرحوم اکبر مسیح صاحب قادیانیوں کا نہ صرف جنازہ نکال چکے ہوئے ہیں بلکہ دفن کر چکے ہوئے ہیں۔ اگر مر نہ چکے ہوتے تو مرحوم کی تبلیغات کیوں نہ کوئی بولا۔ آپ شاید کہینگے کہ واقعی اگر مرحوم ان کو ختم کرکے غریق رحمت ہوئے تو اب کس طرح بولتے ہیں۔ ان کے بولنے کی وجہ میں آپ کو بتلاتا ہوں۔

پٹھان کوٹ میں ایک بڑے زندہ دل انگریز مسٹر ولسن رہا کرتے تھے۔ اُنہوں نے مجھے ایک دفعہ لطیفہ سنایا جو ان قادیانیوں کے حسب حال ہے۔ کسی سادہ لوح جوان کو کسی نے کہہ دیا کہ تو تین دن بعد مر جائیگا۔ اُس نے یقین کرلیا۔ تیسرے دن کسی پرانی قبر کے گڑھے میں جاکر لیٹ رہا۔ یہ کہکر کہ میں مرگیا ہوں۔ وہ قبر راہ کے کنارے پر تھی۔ کوئی سپاہی ادھر سے گذرا۔ اُس کے پاس کچھ بوجھ تھا۔ وہ یونہی اپنے خیال میں کہتا جارہا تھا کہ کوئی مزدور ملجائے تو میرا بوجھ اُٹھائے تو میں اُسے کچھ مزدوری دے دوں۔ وہ مُردہ بول اُٹھا۔ اگر میں جیتا ہوتا تو اُٹھا ہی لیتا۔ سپاہی نے کہا کہ اگر تو مردہ ہے تو بولتا کس طرح ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں (سچ مرا ہوا ہاں) تازہ مرا ہوا ہوں۔

سو جناب من یہ سچ ہے موئے۔ نے۔ اصل میں یہ بات بھی نہیں۔ مردہ جب قبر سے نکالو تو اس میں سخت تعفن اُٹھیگا۔ بدبو نکلیگی۔ چونکہ آپ اُن کی قبریں کھود رہے ہیں۔ اُن میں سے تعفن اُٹھ رہا ہے۔ وہ بولتے نہیں اپنے دل کی گندگی اُچھال رہے ہیں جب چاروں طرف اُن کی بدبو پھیلی ہوئی ہے۔ خود مسلمان بھائی اُن کو مردود کہہ رہے ہیں۔ یقین نہ ہو تو کرزن گزٹ دہلی کے پرانے فائل نکالکر دیکھیں۔ آپ سے اُن کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا اُن کا حق اُن کے بھائی ہی ادا کرسکتے ہیں۔ لاہوری پارٹی قادیانیوں کا اور قادیانی لاہوری پارٹی کا۔ اہل اسلام ان دونوں کا بخوبی حق ادا کرتے ہیں۔ آپ خوامخواہ اپنا قلم خراب کر رہے ہیں۔ مرزا تو اُسی دن مرگیا جب مرحوم آتھم صاحب کا مرزا کی پیشینگوئی کو دروغ ثابت کرکے امرتسر کے بازاروں میں نشان کے ساتھ جلوس نکالا گیا تھا۔ مرزا صاحب کے مکر کا دام تار تار ہوگیا تھا۔ عرصہ تک مرزائی منہ نہ دکھا سکے تھے۔ اُس وقت اُن کے کسی مرید نے مرزا کی شان میں فرمایا تھا ؎

اب دام مکر اور کسی جا بچھائیے
بس ہوچکی نماز مصلیٰ اُٹھائیے

میرے خیال میں آپ اور کسی نیک کام میں لگیں۔ یہ اندھے اندھوں کو راہ دکھانے والے ہیں گڑھے میں گرینگے۔

قبلہ آپ بجا فرماتے ہیں۔ آپ کی نصیحت بسر و چشم منظور۔ لیکن بقول اسکے کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ





یہ ہمارے سخن شناسانہ حکومت سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر کرِ صلیب کا راگ الاپ رہے ہیں۔ اس لئے مجبوراً ہم اُس کے لاشۂ بے جان کے پرخچے کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

(ایس۔ایم۔پال)

مسٹر نکوس نوٹوچ روسی سیّاح کا افسانہ

گذشتہ سے پیوستہ

فصل ششم۔ (۱۶) براہمنوں اور کشتریوں نے عیسٰے کے اُن اپدیشوں کو جو وہ ستودروں کو دیا کرتا تھا۔ اُس کے قتل کی ٹھانی چنانچہ اُنہوں نے اس مطلب کے لئے اپنے نوکروں کو نوجوان پیغمبر کی تلاش میں بھیجا ص۴۲ س۱ (۱۷) اگر عیسٰے کو جو ستودروں نے اس منصوبہ سے مطلع کر دیا تھا وہ رات کو ہی جگن ناتھ سے نکل گیا اور گوتم کے پیروؤں کے کوہستانی ملک میں جہاں کہ ساکھی منی بدھ دیو پیدا ہوئے تھے اور جہاں کہ لوگ پربرہم کو مانتے تھے جا بسا اور اُن لوگوں کے درمیان رہنے لگا ص۴۲ س۲ (۱۸) پالی زبان میں کمالیت حاصل کر کے منصف مزاج عیسٰی سوتروں کے متبرک خرطوم کو پڑھنے لگا ص۴۲ س۳ (۱۹) اپنے ہمسایہ کی جلالی کرنا پرماتما میں لین ہونے کا یقین ذریعہ عیسٰے نے بیان کیا اور کہا کہ جو شخص اپنی اصلی پاکیزگی کو حاصل کریگا وہ اپنے گناہوں سے نجات پا کر فوت ہوگا اور وہی خدا کی بزرگی کا تصور کرنے کا استحقاق رکھیگا۔ ص۴۲ س۶ (۲۰) بت پرستوں کے ملک سے گذرتے ہوئے حضرت عیسٰے اُپدیش کرتا گیا۔ کہ در حقیقت دیوتاؤں کی پوجا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ ص۴۳ س۴ (۲۱) وجہ اسکی یہ بیان کی کہ باوجود اسکے کہ انسان کو خدا کی مورت بنانے کی اجازت نہیں ہے تاہم اُس نے پرماتما کی بجگہ بہت سے دیوتا بنائے ہیں ص۴۳ س۶ (۲۲) ایشر ہی ایک ہے۔ اور اسکے سوائے اور کوئی ایشور نہیں ہے۔ جگت کے بنانے میں کسی کو شریک نہیں کیا اور نہ اپنے ارادوں سے کسی کو اطلاع دی ص۴۳ س۱۰ (۲۳) جس طرح باپ اپنے بچوں سے سلوک کرتا ہے۔ اسی وقت ایشور انسانوں کا اُنکی وفات کے بعد ویدھرم سے زیادہ (انصاف) کریگا۔ وہ کبھی اپنے بچہ کو اسقدر ذلیل نہ کریگا کہ اُسکی روح کو اعراف کے موافق کسی جسم کے حیوان کے جسم میں پیدا کرے ص۴۳ س۱۱ (۲۴) عیسٰے کے منہ سے خدا نے کہا کہ یہ قانون خدائی قانون کے برخلاف ہے کہ کسی مورتی یا حیوان کے آگے انسانی قربانی کیجاوے کیونکہ اُس نے دنیا کے تمام حیوانوں اور دنیا کی تمام چیزوں کو انسان کے لئے پیدا کیا ہے ص۴۳ س۱۲

فصل ہفتم۔ جن جن ملکوں میں سے عیسٰی کا گذر ہوا وہاں کے مرہانی پرچکوں میں عیسٰی کا اپدیش خوب پھیلا اور موثر ہوا۔ چنانچہ اُنہوں نے مورتیوں کا پوجا چھوڑ دیا ص۴۶ س۱ (۲۷) عیسٰی نے اُنکو جواب دیا کہ اگر تمہاری مورتیوں اور حیوانوں میں کچھ طاقت ہے۔ اور اگر کچھ غیر معمولی طاقت رکھتے ہیں تو وہ ابھی مجھے مار ڈالیں۔ ص۴۶ س۳ (۲۸) اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم بتوں کی پرستش چھوڑ دو اور وہ رسومات مت کرو جو تمہیں اپنے ملک سے جدا کرائیں اور پوجاریوں سے ملائیں جن سے خدا نے مُنہ پھیر لیا ہے ص۴۶ س۱۵ (۲۹) کیونکہ خدا اپنے غضب سے مورتیوں کو تباہ نہیں کریگا بلکہ اُن کو جنہوں نے مورتیاں بنائی ہونگی ان کے دل دائمی آگ میں جلینگے۔ اور اُن کا بدن ان سے الگ ہو کر جنگل جانوروں کی خوراک بنیگا ص۴۶ س۲۰

فصل ہشتم (۳۰) عیسٰے کی اُپدیشوں کی شہرت گرد و نواح کے ملکوں میں پھیل گئی اور جب وہ ملک فارس میں داخل ہوا تو پوجاریوں نے ڈر کر اُس کا اُپدیش سننے سے منع کر دیا۔ ص۴۸ س۱ (۳۱) ازلی خدا نے میری معرفت تمہارے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ تم سورج کی پرستش مت کرو۔ کیونکہ وہ اس دنیا کا صرف ایک حصہ ہے جسکو میں نے انسان کے لئے پیدا کیا۔ ص۴۹ س۹ (۳۲) جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ اور جو کچھ چاروں طرف اوپر خواہ نیچے موجود ہے یہ سب کچھ میرے ہی طفیل سے ہے ص۵۰ س۱ (۳۳) آپ تمہارا مسئلہ تمہاری غلطیوں کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ سچے خدا کو ملنے کی خواہش سے تمہارے اپنے لئے جھوٹے دیوتا گھڑ لئے ہیں ص۵۰ س۲۰ (۳۴) اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ قیامت سے ڈرو۔ کیونکہ خدا اُن لوگوں کو سخت سزا دیگا جنہوں نے نیک بچوں کو راہ راست سے ہٹایا اور ان کے دل میں توہمات اور تعصب بھر دیا ص۵۱ س۲۰

فصل نہم (۳۵) عیسٰے جسکو خالق نے گمراہوں کو سچے خدا کا راستہ بتانے کے لئے پیدا کیا تھا انتیس برس کی عمر میں ملک اسرائیل میں واپس آیا ص۵۵ س۱ (۳۶) عیسٰی نے جواب دیا کہ خدا کی مراد انسان کے بنائے مندروں سے نہیں تھی۔ بلکہ انسان کے دلوں سے مراد تھی جو پرمیشور کے سچے مندر ہیں ص۵۸ س۱

فصل دوازدہم (۳۷) یروشلم کے حاکم کے جاسوسوں نے اُس سے کہا کہ اے نیک مرد بتاؤ کہ ہم اپنے قیصر کی مرضی بجا لائیں یا جلدی ملنے والی رہائی کے منتظر رہیں (منتظر) ص۹۰ س۱ (۳۸) عیسٰے جان گیا کہ یہ لوگ جاسوس ہیں اور جواب دیا کہ میں نے تمہیں یہ نہیں کہا کہ تم قیصر سے رہائی پاؤ گے۔ بدی میں ڈوبا ہوا آتما ہی رہائی پائیگا ص۹۰ س۲

فصل سیزدہم (۳۹) حضرت عیسٰی اس طرح تین سال تک قوم اسرائیل کو ہر قصبہ اور شہر میں سڑکوں پر اور میدانوں میں ہدایت کرتا رہا۔ اور جو کچھ اُس نے کہا وہی وقوع میں آیا ص۹۱ س۱ (۴۰) تب یعنی الزام لگائے جانے کے بعد سپاہیوں کو عیسٰی کی گرفتاری کا حکم دیا گیا اور اُنہوں نے اُسے گرفتار کر کے تاریک حوالات میں قید کر دیا جہاں اُسکو طرح طرح کے عذاب دیئے گئے تاکہ وہ مجبور ہو کر اپنے جرم کا اقبال کرے اور پھانسی پائے ص۹۲ س۶ (۴۱) عیسٰے نے اپنے بھائیوں کی ابدی خواہش کو مدنظر رکھکر صبر و تحمل کے ساتھ خدا کے نام پر تمام تکلیفات کو برداشت کیا۔ ص۹۲ س۸ (۴۲) بڑے بڑے پوجاری اور عالم بزرگوں نے عیسٰے کی تکلیفوں کا اور مصیبتوں کا حال سنکر حاکم سے درخواست کی کہ حال میں جو ایک بڑا تہوار ہوگا۔ اسکی تقریب میں عیسٰی کو رہا کیا جاوے ص۹۳ س۲ (۴۳) عیسٰی قید خانہ سے لایا گیا اور حاکم کے سامنے دو چوروں کے درمیان جنکا مقدمہ بھی زیر تجویز تھا۔ کھڑا کیا گیا۔ دو چوروں کو عیسٰے کے ساتھ اس لئے کھڑا کیا گیا کہ یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ صرف عیسٰے کے لئے پنچایت کی گئی تھی ص۹۳ س۱۰ (۴۴) پلاطوس نے عیسٰے کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ اے مرد کیا تو سچا ہے کہ تم لوگوں کو

احکام کے برخلاف ورغلاتے ہو تاکہ تم خود ملک اسرائیل کے بادشاہ بنجاؤ۔ ص۶۲و۶۳ عـ۸ (۴۵) عیسیٰ نے جواب دیا کہ کوئی شخص اپنی مرضی سے بادشاہ نہیں بن سکتا۔ اور جو آپ کو یہ خبر ملی ہے کہ میں لوگوں کو ورغلاتا ہوں۔ یہ جھوٹھ ہے۔ میں نے آسمانی بادشاہ کے سوائے اور کسی بادشاہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور اسی کی پرستش کرنے کی میں لوگوں کو ہدایت کرتا ہوں ص۶۳ عـ۱۳ (۴۶) اس موقعہ پر گواہ پیش کئے گئے۔ جن میں سے ایک نے یہ شہادت دی کہ تم نے لوگوں کو سمجھایا ہے کہ حاکم مجازی اس شاہ کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا جو بنی اسرائیل کو بت پرستوں کے طوق سے جلد آزاد کریگا۔ ص۶۳ عـ۱۶ (۴۷) عیسیٰ نے خطاب کیا تم نے سچ کہا آسمان کا بادشاہ حاکم مجازی سے بڑا اور زیادہ طاقتور ہے۔ اور اسکی بادشاہت دنیا کی سب بادشاہتوں سے بہت بڑھکر ہے ص۶۳ عـ۱۷۔

فصل چہاردہم (۴۸) آفتاب غروب ہونے کے وقت عیسیٰ کا دم نکلا اور اس نیک مرد کی روح جسم سے علیحدہ ہوکر خدا میں جا ملی ص۶۵ عـ۳ (۴۹) اس طرح ابدی روح کے پرتوہ کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔ (۳۲ سال) جس نے انسان کی شکل میں ظاہر ہوکر سخت گنہگاروں کو بچایا اور بہت سی تکلیفیں اٹھائیں۔ ص۶۵ عـ۴ (۵۰) کہ عیسیٰ پلاطوس حاکم کے وقت میں پھانسی دیا گیا اور صلیب پر ہی مرگیا اور پھر گاڑا گیا ص۹۶

خلاصہ

جو کچھ اوپر مسٹر نکوس نوٹوویچ روسی سیاح کی کتاب بنام یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات کے حوالہ سے بیان سے لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ مطلب یوں ہے (۱) کہ مسیح کا ہندوستان کے علاقہ سندھ میں چودہ سال کی عمر میں آنا۔ اور پھر سیاحت ہند (۲) مسیح کا ہندوستان سے ایران جانا (۳) مسیح کا ۲۹ سالہ میں ملک شام میں پہنچنا اور تین سال تک تبلیغ کرنا (۴) ۳۳ سالہ عمر میں مسیح صلیب دیا جانا اور پھر خاتمہ۔ بھلا مسٹر نوٹوویچ روسی سیاح کی کتاب سے جناب مرزا صاحب کو کیا فائدہ ملا۔ حالانکہ مرزا صاحب کا مذہب ہے کہ حضرت مسیح ۳۳ سال کی عمر میں صلیب پر ملک شام میں کھینچے گئے۔ مگر آپ صلیب پر مرے نہ تھے۔ بلکہ مرہم عیسیٰ سے آپکا علاج کیا گیا تھا۔ صلیبی واقعہ کے بعد حضرت مسیح نے عراق ایران۔ افغانستان۔ ہند کشمیر کا سفر کیا اور آخرکار ۱۲۰ برس کی عمر میں مسیح شہر سرینگر میں فوت ہوا اور محلہ خانیار میں دفن ہوا جہاں آج تک اُنکی قبر موجود ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو تو اکثر دروغگوئی کی عادت تھی (چونکہ اُن کا حافظہ قائم نہ رہتا تھا بوجہ مراق کی بیماری کے) لیکن اُن کے مرید اُن سے بھی آگے بڑھ گئے کہ جسکی انتہا ہی نہ رہی۔ چونکہ مثل مشہور ہے کہ جیسا گورو ویسا چیلا لیکن یہاں تو چیلے گورو سے بھی آگے قدم بڑھا رہے ہیں۔

جیسا کہ اس مضمون کی عبارت کے حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب تو اپنی کتاب راز حقیقت ص۲۳ کا حاشیہ وکتاب البریہ ص۲۴۳ کا حاشیہ کے صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ۳۳ برس کی عمر میں صلیب پر چڑھائے گئے تھے۔ لیکن اُن کے مرید جناب مرزا خدا بخش صاحب احمدی اپنی کتاب عسل مصفےٰ جلد اول صفحہ ۱۹۲ و ۱۹۳ اور مولوی غلام رسول صاحب سکنہ راجیکی اپنی کتاب رسالہ التنقید ص۵۱ پر یوں فرماتے ہیں کہ ناٹووچ روسی سیاح اپنی کتاب میں جو مسیح کی نامعلوم زندگی کی نسبت لکھی ہے اور شائع کی ہے۔ اس میں وہ تسلیم کرتا ہے کہ (حضرت مسیح) ۲۷ سال کی عمر میں نیپال میں آئے تھے اور تبت وکشمیر وہندوستان میں بھی آئے تھے۔ ناظرین کیسی متضاد تحریریں ایک دوسرے سے ہیں کہ گورو تو کچھ تحریر کر رہے ہیں اور مرید اپنے گورو کے خلاف تحریر کر رہے ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر ایمان نہیں رہتا۔ چشمہ معرفت ص۲۲۲ (۲) جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۹ حاشیہ (۳) جھوٹ بولنا اور ... کھانا ایک برابر ہے۔ حقیقۃ الوحی ص۲۰۶ (۴) جھوٹ ام الخبائث ہے۔ تبلیغ رسالت جلد ۷ ص۲۸ ہم کیونکر مان لیں کہ جناب مرزا صاحب اور اُنکے مرید سچے ہیں جبکہ خود گھر سے ہی ثبوت پہنچ رہا ہے کہ جھوٹے یا اعتبار نہیں ہوسکتا۔ چنانکہ شہزادہ یوذآسف کی قبر کو مسیح ابن مریم ناصری کی قبر قرار دیا سراسر دروغ ہو۔ خاکسار ماسٹر طفیل مسیح مدرس ایم بی اسکول امرتسر

مسیحی خبریں

الوداعی ایڈریس

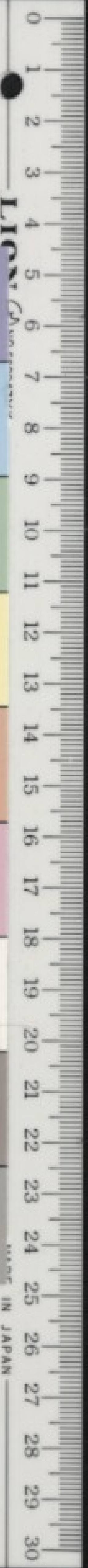
درخدمت جناب پادری ایم۔ ایل لارنس وصاحب پاسٹر ایم۔ اے چرچ سیتاپور

حیف درچشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم وبہار آخر شد

آج کیوں چاروں طرف اُداسی اور مایوسی کا عالم طاری ہے۔ ہر در و دیوار شکستہ سا نظر آتا ہے جس طرف نظر اُٹھا کر دیکھو حسرت برس رہی ہے ہر برگ وشجر خاموش ہو۔ پرندے اپنی نغمہ سنجی بھولے ہوئے ہیں۔ نہ وہ چہچے ہیں نہ وہ راگ گویا کوئی گل گلستاں سے علیحدہ ہو رہا ہے۔ ہر خورد و کلاں مغموم نظر آتا ہے۔ ہر شخص سکوت کے عالم میں غرق ہے۔ آج تمام ممبران کلیسیا سیتاپور کے دلوں کو سنگ فرقت کی کاری ضرب نے پاش پاش کردیا کہ اپنے کلیجہ کو تھامے ہوئے ہیں۔ آج اُنکی بیقراری کون ظاہر کرسکتا ہے اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے دھوتے ہیں اور رو رو کر زبان حال سے کہتے ہیں ؎

درد دل کس کو کہوں اور کسکو میرا درد ہے
ہوں وہ لفظ درد جس پہلو سے الٹو درد ہے

افسوس آج وہ منحوس گھڑی آگئی ہے کہ ہم اپنے ہر دلعزیز پادری کو الوداعی ایڈریس پیش کرتے ہیں ہم آپکی شفقت مہربانیوں اور پیار کا ہرگز ہرگز ان چند الفاظ میں بیان نہیں کرسکتے بلکہ ہم سب کمال محبت سے آپ لوگوں کو اپنے دلوں میں برابر یاد رکھینگے اور اس بے بہا خدمت کو جو آپ نے ہماری کلیسیا کے انجام دہی فراموش نہیں کرسکتے۔ اس چھوٹے ایڈریس میں اتنی جگہ کہاں ہے کہ آپ کی پوری پوری تعریف رقم کیجائے کیونکہ آپکی دریا جیسے صفات کو کوزے میں بند کرنا محال بلکہ ناممکن ہے۔ مگر تو بھی دلی جذبات کو بغیر ظاہر کئے ہوئے نہیں رہ سکتے۔ آپ نے ہماری کلیسیا کو بہتری پہنچانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ آپ کی مسیحی زندگی سیتاپور کی



کلیسیا کے لئے نمونہ کی زندگی تھی۔ آپ کی محبت۔ جانفشانی فیاض دلی ہمدردی نیک مزاجی۔ ملنساری اور الگفت ہمیشہ ہم کو یاد آئیگی ہم لوگ آپ کے محبتانہ برتاؤ اور پیار کو اپنے دلوں سے نہ جانے دینگے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ آپ بھی برابر ہم کو یاد رکھینگے۔ اب آخر میں آپ کو سیتاپور کی کلیسیا کی جانب سے خیرباد کہتا ہوں۔ آمین۔ ثم آمین۔

جلسہ رائیکوٹ کلیسیا ضلع لدھیانہ

معزز و ممتاز ناظرین یہ جلسہ سال بسال رائیکوٹ کلیسیا کی طرف سے کیا جاتا ہے اور خاص اشخاص بھی منگوائے جاتے ہیں تاکہ علاقہ رائیکوٹ کے مسیحیوں کو خداوند کریم جو ابدی و ازلی ہے اور اسکے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی مہربانیوں کے کارنامے بتا دیں گذرے سالوں کی طرح امسال بھی رائیکوٹ کلیسیا نے یہ جلسہ بتاریخ ۲ مارچ ۱۹۲۹ء کو رائیکوٹ میں منعقد کیا۔ اس میں کئی ایک خاص اشخاص جلسے کا مضمون دیہاتی مسیحیوں کی روحانی و جسمانی ترقی تھا۔ بلائے گئے۔ جنکی رائیکوٹ کلیسیا نہایت شکرگذار ہے کہ ان صاحبان نے اپنے کاروبار میں سے کچھ وقت کاٹ کر رائیکوٹ جلسے کو زیب و زینت بخشی۔ خداوند اُن صاحبان کو سلامت رکھے اور وہ ہمیشہ خوش و خرم رہیں کسی شاعر نے ٹھیک کہا ہے کہ

تم جیتے رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

اسی شعر کے مطابق انکو بھی خدا سلامت رکھے جن صاحبان نے رائیکوٹ کلیسیا کی مدد کی ہے انکے اسم شریف مندرجہ ذیل ہیں (۱) جے۔ ایل ڈاؤس پرنسپل تھیولاجیکل کالج سہارنپور (۲) پادری عبدالحق صاحب پروفیسر تھیولاجیکل کالج سہارنپور (۳) پادری شمعون پاسٹر جگراؤں چرچ (۴) پادری بسنت سنگھ علاقہ احمدگڑھ منڈی۔ رائیکوٹ کلیسیا ان صاحبان کا حد سے زیادہ شکر کرتی ہے کہ ان صاحبان نے انکی دعوت کو قبول کیا۔ رائیکوٹ کلیسیا کے لڑکے جو جگراؤں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور لڑکیاں بھی جو جگراؤں میں تعلیم پاتی ہیں وہ بھی بلائے گئے تھے۔ انہوں نے اکثر بھجن گائے۔ جگراؤں والے لڑکوں نے ایک ڈرامہ کیا جسکا مضمون پرہیزگاری تھا یعنی ہر ایک پرہیزگر نیوالی چیزوں سے پرہیز کرنا اور ان سے ہمیشہ بچکر رہنا یعنی شراب افیون وغیرہ سے پرہیز جلسے کے آخری دن یعنی ۴ مارچ کو پادری عبدالحق صاحب نے رائیکوٹ شہر میں خداوند کا کلام سنایا جسکا مضمون یہ تھا (۱) عیسائی مذہب کے تواریخی حالات۔ کہ اس مذہب کی دوسری قومیں کس طرح دشمن شروع ہی سے رہیں مگر یہ قوم بڑھتی رہی (۲) عیسائی مذہب کا زمین کا وارث ہونا (۳) سچا مذہب کونسا ہے (۴) مسیح کی الوہیت (۵) یسوع مسیح خداوند کا بیٹا ثابت کرنا تقریباً ۲ گھنٹے تک تعلیم سناتے رہے اور لوگوں کو یقین دلایا کہ ہمارا مذہب خدا کا مذہب ہے۔ یہ جلسہ دو بجے کے قریب ۴ مارچ ۱۹۲۹ء کو ختم ہوا اور لوگوں کو رخصت کیا گیا۔ یہ مجھکو پوری امید ہے کہ رائیکوٹ کلیسیا روحانی جوش و طاقت سے بھر گئے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح انکو سلامت رکھے مسیح میں ایسے کامل ہو جاویں جس طرح ایک درخت میں ڈالیاں (نوٹ) یہ یاد رہے کہ اس جلسے کا خرچ رائیکوٹ کی کلیسیا خود اٹھاتی ہے۔ خداوند ان کو کہ وہ اور بھی تھوڑا بہت خرچ اٹھا دیں۔ آمین۔

بقلم خود ماسٹر سردار مسیح مدرس باچھیکے۔

مختلف خبریں

۹ مارچ رسول اینڈ ملٹری گزٹ ناقل ہے کہ غیر مصدقہ طور پر یہ افواہ مشہور ہے کہ جنرل نادر خاں اور اُن کے بھائی خوست میں گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

یہ بھی خبر ہے کہ سردار عبدالکریم خاں قندھار کے گورنر کو امیر صاحب نے معزول کر دیا ہے۔ اور انکی جگہ پر سردار عبدالعزیز خاں کو مقرر کیا ہے۔

بچہ سقہ بھاگ گیا

پشاور ۸ مارچ۔ یہ افواہ بڑے زور سے پھیل رہی ہے کہ بچہ سقہ کابل سے بھاگ گیا ہے۔ کیونکہ شاہ امان اللہ کے زبردست حملے نے اُسے خوفزدہ بنا دیا تھا اس کے پاس اسقدر فوج اور روپیہ نہ تھا کہ وہ شاہ امان اللہ کا مقابلہ کر سکتا۔ اس لئے اُس نے حملے سے پہلے ہی بھاگ جانا مناسب خیال کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کوہ دامن کی طرف چلا گیا ہے۔ اس افواہ کے متعلق تصدیق کا انتظار کیا جا رہا ہے۔

شاہ امان اللہ کے پاس کس قدر فوج ہے

قندھار سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت حالات شاہ امان اللہ خاں کے حق میں ہے۔ تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ شاہ کے پاس دس ہزار ریگولر ٹروپ اور پچاس ہزار جنگی جوان ہیں۔ بھرتی ہو رہی ہے۔ مختلف خوانین اور سرداروں کی طرف سے مدد کے وعدے کئے جا رہے ہیں۔ ملٹری ہیڈکوارٹر غزنی میں بنا دیا گیا ہے۔ افواج کی نقل و حرکت شروع ہو گئی ہے۔ مانگل اور جاجیوں نے امداد کا وعدہ کر دیا۔ ہوائی جہاز بھی کافی تعداد میں حاصل کر لئے گئے ہیں۔

افغانستان ۸ مارچ۔ بچہ سقہ نے اعلیحضرت شاہ امان اللہ خان کے خلاف جنگ کرنے کے لئے ایک خفیہ میٹنگ کی۔ اور اس میٹنگ میں پیر شور بازار سردار محمد ولی خاں دیگر آٹھ وزیر اعلیحضرت شاہ امان اللہ خاں کے شامل تھے۔ ملک غوث الدین خاں کو بھی اس میٹنگ کی دعوت دی گئی تھی۔ مگر اُس نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا کہ جب تک زندہ رہونگا۔ شاہ امان اللہ خاں کی اطاعت سے سر نہیں پھیر سکتا۔

گرفتاری کا حکم

معلوم ہوا ہے کہ بچہ سقہ نے محمد عثمان ڈاکو کو جو اس وقت بچہ سقہ کا وزیر ہے حکم دیا ہے کہ ملک غوث الدین کو زندہ گرفتار کر کے لانے کا حکم دیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بموجب حکم بچہ سقہ محمد عثمان ڈاکو وزیر ملک غوث الدین کو گرفتار کرنے کے لئے علاقہ سمت جنوبی موضع احمدزئی بمعہ دو ہزار ڈاکوؤں کے روانہ ہو گیا ہے۔

بچہ سقہ کو بھاگنے کا مشورہ

بچہ سقہ کے پاس بہت سی درخواستیں آئی ہیں اور

درخواست کے نیچے ابجد کے حساب سے دستخط ہوتے ہیں اس درخواست میں بچہ سقہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ عید سے پہلے پہلے بھاگ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے تمام ساتھی بعد آپ کے مارے نہ جائیں۔ بچہ سقہ شب و روز پریشان رہتا ہے۔

فری پریس آف انڈیا کا سپیشل نامہ نگار پشاور سے لکھتا ہے کہ جنرل نادر خاں کا پشاور سے چپ چاپ چلے جانا کئی شکوک پیدا کر رہا ہے۔ جنرل نادر خاں نے اگرچہ اپنے پروگرام کا کسی کو پتہ نہیں لگنے دیا۔ لیکن بعض حلقوں میں اُسکی نیت پر شک کیا جا رہا ہے اور اُسکا کابل سے جنوبی افغانستان کی طرف روانہ ہو جانا شبہات کو زیادہ تقویت دیتا ہے۔ جنرل نادر خاں کا ڈاکٹر جو اُسکے سفر کرنے کے حق میں نہ تھا اُسے بھی جنرل نادر خاں کی روانگی کا کچھ پتہ نہ چلا۔

ڈر گیا تھا

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جنرل نادر خاں کے پاس کچھ نہ تھا۔ نہ وہ اس بات سے ڈرتا تھا کہ شنواری اُسکا ساتھ نہیں دینگے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اس دھمکی سے ڈر گیا تھا جو اُسے آفریدیوں نے دی تھی کہ اگر وہ شاہ امان اللہ کا ساتھ نہ دیگا تو اُسے قتل کر دیا جائیگا۔

جلال آباد کیوں نہیں گیا

جنرل نادر خاں نے اعلانیہ کہا تھا کہ وہ افغانستان میں امن قائم کرنے آیا ہے۔ لیکن اُسکی پوزیشن روپیہ پاس نہ ہونے اور نہ ہی تمام جماعتوں کے اعتماد ہونے سے خطرہ میں پڑ گئی تھی۔ اُس کا جلال آباد جانا اس صورت میں بھی مفید ثابت نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہ امن کی بجائے وہاں کچھ اور نہ ہی ہو جائے۔ اسلئے اُس نے خود جلال آباد جانے کی بجائے اپنے بھائی کو وہاں بھیجا۔

وہ خوست کیوں گیا

جنرل نادر خاں زرم پاراچنار کے راستے خوست کو گیا ہے کیونکہ غالباً اُسے وہاں کافی رسوخ حاصل ہے اور اُسے اُمید ہے کہ وہاں کے قبائل اُسکی مدد کرینگے۔ اگر جنرل نادر خاں کو وہاں کامیابی حاصل ہوگئی تو وہ پھر جلال آباد آجائیگا اور علاقہ خوست کے لوگوں کی مدد سے شنواریوں کو اپنے فیصلہ ماننے کیلئے زور دیگا۔

یونگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خاتون اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ کلاس فیس سرکاری شرح کے مطابق ہے۔ متفرق اخراجات عمر اسوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

نئے انتظام کے مطابق چالیس فی صدی غیر مسیحی بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز، کرسی، الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ جن رکشا ۱۵ سے ۷۵ تک اور کروکولین ۶ سے ۱۵ میں مل سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

جگتجیت بڑودہ انجنیرنگ کالج امرتسر

یہ کالج دس برس سے جاری ہے سینکڑوں پاس شدہ ہر ایک انجنیرنگ ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں۔ گورنمنٹ کے بہت سے حکام اور سر فکہ کے انجنیروں نے یہاں کی تعلیم ضبط نظم و نسق اور سٹاف کی تعریف فرمائی ہے طلبا کو بھی ملازمت کے لئے نہایت عمدہ قرار دیا ہے علاوہ سب اوورسیر اور ڈرائنگ اور سب انجنیر کلاسز کے جن میں کثیر تعداد سے زیادہ تعلیم پا رہے ہیں مئی ۱۹۲۹ء سے ہم نے بجلی کی کلاسیں بھی کھول دی ہیں جنکے لئے انجن اور مشینیں ہزاروں روپے کی منگوائی گئی ہیں۔ سٹی اینڈ گلڈس لنڈن کے امتحان فسٹ گریڈ کے بھی طلباء کو تیار کیا جاتا ہے کالج کی روز افزوں ترقی کا اندازہ ملازم شدہ طلباء کی فہرست اور حکام کے سرٹیفکیٹ سے ہو سکتا ہے جو پراسپیکٹس کے ساتھ مفت بھیجے جاتے ہیں۔ پرنسپل

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں۔

تقبیہ مضمون صفحہ ۱۱

یہ اعلیٰ ترین موٹو خداوند مسیح کی زندگی میں کام کر رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ "مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور ہے" یعنی باپ کی مرضی سب سے افضل اور مقدم ہے۔ باپ ہی کی مرضی اُسکی زندگی کا موٹو ہے۔ دُنیا کا سب سے مشہور مشنری پولوس رسول بشارتی دورے کرتا پھرتا ہے۔ کوڑے کھاتا ہے۔ پتھراؤ کیا جاتا ہے۔ سمندری لہروں میں غوطے کھاتا ہے۔ قید ہوتا ہے۔ پھر بھی ثابت قدم اور خوش ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسکی زندگی کے مرکز پر بھی ایک موٹو کام کر رہا ہے۔ اور وہ للکار کے اعلان کرتا ہے کہ زندگی میرے لئے مسیح ہے۔" یہ ہے وہ حقیقی اور سچی تقلید جو ہم مسیحیوں کا حصہ ہے۔ اور جو ہم کو دھکیلتی اور مجبور کرتی ہے۔

افریقہ کا مشہور مشنری بین نامی خارشی بخار میں مبتلا ہے۔ اُسکی محتاج بیوہ اُس ملک اسکاٹلنڈ میں دُکھ کاٹ رہی ہے۔ لیکن یہ خدا کا بندہ اپنی دھن میں تپتے ہوئے ریگستان طے کرتا پھرتا ہے "مسیح کی محبت ہم کو مجبور کرتی ہے"۔

عزیزو ہماری زندگی کے مرکز پہ کون سا موٹو کام کر رہا ہے۔ کیا نفس پرستی، دنیا کی دولت کی خواہش، یا عزت کی چاہ! خدا کرے کہ آج ہم اس مبارک دن پر خداوند یسوع مسیح کو اپنی زندگی کے مرکز پہ تاج پہنا کر بادشاہ بنا کر بٹھلائیں۔



نولکھا ہار

جوبلی سرمن - پادری ٹھاکر داس

(عالیجناب پادری ٹھاکر داس صاحب ایم - اے پاسٹر نولکھا چرچ - لاہور)

"کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور ہے؟" لوقا ۲: ۴۹

(۱)

ان الفاظ میں انسانی زندگی کی ایک بنیادی صداقت نظر آتی ہے۔ ہمارا تجربہ ہو کہ خاص خاص موقعوں پر ہم انسان ایسے ایسے کام کر بیٹھتے ہیں جن پر ہمارا بس نہیں چلتا اور انکے متعلق اکثر کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا۔ ایسا ہونا لازمی اور ضروری تھا ہونا ہو گیا۔ انسان قسمت کے بندے ہیں اور یہی قسمت اُسے مجبور کر کے چکیلتی پھرتی ہو۔ خداوند یسوع مسیح کا یہ کہنا "کہ مجھے باپ کے ہاں ہونا ضرور ہے" اہل قسمت کے خیال میں یہی معنے رکھتا ہو کہ خداوند اپنے بس میں نہیں۔ ایک اٹل قسمت نے اُس کے افعال اور آمد و رفت کو جکڑ رکھا ہے *

دنیا کی قدیم تصنیفات عموماً اس خیال میں رنگی ہوئی ہیں۔ کہ انسان شل فٹ بال کے ہے جسکو قسمت کے دیوتا ٹھوکریں لگا لگا کر اِدھر اُدھر کھیل رہے ہیں۔ اور لہٰذا ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ ایک مینا دُن قتل کیا گیا اور اسکا قاتل کہتا ہو کہ یہ قسمت کا کرشمہ ہے میرا نہیں۔ ہمارے ہندوستان میں ہونی کی کہانیاں مشہور ہیں۔ ایک بادشاہ شکار کھیلنے جنگل میں جاتا ہے "ہونی" بڑھیا عورت کا روپ اختیار کر کے اُسکو ملتی ہو۔ اور اُسکی قسمت کا فیصلہ کرتی ہے وغیرہ وغیرہ

نہ صرف قدیم زمانہ ہی میں بلکہ زمانۂ علم و تہذیب میں بھی اس خیال کا بہت رواج نظر آتا ہے۔ شہنشاہ نپولین کی لک آو فیٹ کا ذکر تو سب نے سُنا ہوگا۔ جرمن زبان میں ایک مثل مشہور ہے کہ اگر خوش قسمت انسان کو دریائے نیل میں دھکیل دیا جائے تو وہ اپنے منہ میں مچھلی پکڑ لائیگا۔ انگریزی زبان میں فیورٹس آو فارچون کا محاورہ عام طور پر استعمال ہے۔

(۲)

اس میں شک نہیں کہ مسئلہ قسمت کا اصول خاص صحیح ہو یا نہ ہو لیکن اس میں کلام نہیں کہ انسانی زندگی میں ایک حقیقی تقدیر کام کرتی ہو اس تقدیر کے دو پہلو ہیں ایک الٰہی اور دوسرا انسانی۔ انسانی پہلو کے لحاظ سے ہماری آزاد مرضی ایک معنی میں آزاد تو ہے لیکن ساتھ ہی بندھی ہوئی بھی ہے۔ ایک عربی زبان کا مشہور مصنف امیرسن کہتا ہے کہ ہر ایک انسان ایک بندھا ہوا شخص ہو اور ہر باندھنے والی قوت خارج میں نہیں بلکہ اُسکے اندر موجود ہے۔ جسکو ہم کیرکٹر یا خصلت کہتے ہیں۔ اب یہ کیرکٹر کیا ہے؟ یہ کیرکٹر ہماری کل گذشتہ زندگی کی جمع اور نتیجہ ہے ہمارے گذشتہ خیالات اور افعال ہماری زندگی کا حصہ بنجاتے ہیں۔ یہانتک کہ ہمارا آجکا دن گذشتہ کل کی بنغل میں ہو۔ زمانۂ حال پر زمانہ ماضی کی قید ہو۔ اور زمانہ حال کی قید مستقبل پر ہوگی۔ یہ ایک روحانی سکون یا اثر شیا کا نتیجہ ہو جو بُرائی کرتا ہو وہ بُرائی کرتا جائے اور جو نجس ہے وہ نجس ہوتا جائے اور جو راستباز ہو وہ راستباز ہی ہوتا جائے مکاشفہ ۲۲: ۱۱۔

اسکول کے کمرہ میں ایک طالب علم پہلی مرتبہ اپنی جماعت میں آکر ایک جگہ بیٹھتا ہے۔ زرے فیصدی گمان غالب ہے کہ کل جماعت میں داخل ہو کر وہ پھر اسی جگہ بیٹھیگا۔ ایک نوجوان دولتمند شخص خداوند مسیح کے پاس آیا اور خداوند سے ہدایت حاصل کی کہ اپنا کل مال اسباب بیچ کر اُسکے پیچھے ہولے۔ مگر نہایت مغموم اور مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔ یہ دولتمند شخص آزاد مرضی تو رکھتا تھا لیکن کیا کرے لاچار ہے۔ اپنی گذشتہ زندگی اور کیرکٹر کی قید میں ہے۔ اپنا مال اسباب بیچنا اور خداوند کے پیچھے آنا اب اس کے بس کی بات نہیں۔

میرے نوجوان دوستو اور عزیز طالب علمو! ہم پر آج کئی واجبات خارجی موجود ہیں۔ آج زندگی کے اس ابتدائی زمانہ میں کئی طرح کے احکام اور قواعد کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ لیکن ان واجبات خارجی کی کیا غرض ہے؟ انکی غرض یہ ہو کہ انکے مطابق ہم واجبات باطنی پیدا کریں۔ رفتہ رفتہ یہ واجبات خارجی کم اور معدوم ہوتے جائینگے۔ اور واجبات باطنی ظہور میں آئینگے۔ اپنے ماں باپ کے گھر اور مدرسے کی بندشیں چھوٹ جائینگی اور دنیا کا سامنا کرنا پڑیگا۔ مابعد کی زندگی میں خرابی اور گڑبڑی پیدا ہو گی وجہ اکثر یہ ہوا کرتی ہے کہ واجبات خارجی کے موقوف ہونے پر بھی واجبات باطنی پیدا نہیں ہوتے۔ آجکل صبح اُٹھنا دعا مانگنا کلام پڑھنا گرجے جانا وغیرہ ہمارے لئے لازمی ہے۔ لیکن شائد آیندہ زمانے میں اس پابندی سے چھوٹ کر ہم لاپروا ہو جائیں۔ اس جوبلی کے موقعہ پر ان پرانے طلباء کا تجربہ شاہد ہے کہ آج سے بیس پچیس ۲۵ سال پیشتر اس عالم طفولیت میں ہی انکی تقدیر بندھ چکی تھی۔ آج یہ انکے سب بندے ہو اور مجبور ہیں *

خداوند یسوع مسیح کی زندگی میں بھی یہ تقدیر حقیقی کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ وہی خداوند مسیح ۱۲ برس کی عمر میں کہتا ہے "کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور ہے"۔ کچھ عرصے کے بعد پھر کہتا ہو "مجھے اور شہروں میں بھی خدا کی بادشاہت کی خوشخبری سنانا ضرور ہے"۔ پھر فرماتا ہے "جس نے مجھے بھیجا ہے ہمیں اُسکے کام دن ہی دن میں کرنا ضرور ہے"۔ آخری ایام میں پھر فرماتا ہے کہ ضرور ہو کہ ابن آدم بہت دُکھ اُٹھائے۔ اور بزرگ سردار کاہن اور فقیہہ اُسے رد کریں اور وہ قتل کیا جائے۔

(۳)

وہ بزرگ فہم اور تجربہ کار مصنفہ جو جارج ایلیٹ کے نام سے مشہور ہے کہتی ہو کہ جس زندگی میں کوئی خاص مرکزی محرک یا موٹو نہ ہو وہ زندگی بے لطف ہے۔ یہ اس سے بڑھکر زیادہ صحیح قول یہ ہوگا کہ زندگی کا حقیقی لطف محض کسی مرکزی محرک یا موٹو پر موقوف نہیں بلکہ سب سے اعلیٰ مرکزی محرک یا موٹو پر موقوف ہے۔ ہر ایک انسان کی زندگی میں کوئی نہ کوئی موٹو تو ضرور ہوتا ہے۔ خواہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ۔ زندگی کے کل خیالات اور افعال کی رنگت اسی مرکز پر موقوف ہوتی ہے یہی مرکزی محرک ہماری زندگی اور کیرکٹر کو بناتا ہے۔

مصرف بیٹے کی زندگی کے مرکز پر نفس پرستی کا موٹو موجود ہے۔ اسی نے اُسکو باپ کے گھر سے نکالا اور آوارہ اور تباہ کر کے سوروں کے درجہ تک پہنچا دیا۔ پس مناسب ہے کہ ہم اعلیٰ ترین موٹو ڈھونڈیں اور اختیار کریں جو زندگی کو اونچا کیجا

مفید عام مطبوعات

نام کتاب	مصنف	قیمت
اے آدم تو کہاں ہے؟	موڈی	۶ پائی
عالمگیر مذہب۔	خواجہ	۳ر
آؤ کیونکہ سب کچھ تیار ہے۔	سپرجن	۶ پائی
آسمان کی بادشاہت۔	ڈے	۲ر
نو دبگولے (کہانی)۔	مس ٹراٹ	۳ پائی
بیان فارقلیط۔	نامعلوم	۶ پائی فی درجن
بھجن اور غزلیں	"	۶ پائی
دو سوال		۳ر
دو حکمت	سادھو سندر سنگھ	۴ر
ایک عجیب پیشینگوئی	ڈاکٹر ڈوکس	۶ پائی
ایک تاریخی واقعہ	آلسن	۶ پائی
فلاسفی درباب تدبیر نجات۔	راجرس	۲ر
حالات و تعلیمات مسیح	نامعلوم	۳ر
حل مشکلات ۱	پروفیسر آر	۳ر
" ۲	"	۳ر
حقیقت مسیح۔	سیمپن	۴ر
حقیقی دوست	بیون جونس	۱ر
حقیقی شہید	ڈاکٹر ڈوکس	۱ر
ہندو۔ محمدی اور مسیحی مذاہب کا مقابلہ	ڈاکٹر آر تھم، یونگ	۶ پائی
اکلیل الانجیل	ٹامس	۲ر
انجیل مقدس کے چند جزو مضامین	نامعلوم	۶ پائی
جیسی کرنی ویسی بھرنی	"	۳ پائی
خاص آیتیں	"	۳ پائی
خداوند کی دعا اور سورہ فاتحہ	اکبر مسیح	۱ر ۳ پائی
خداوند یسوع مسیح کی زندگی کا احوال	میکفائی	۳ر
خفیہ شاگرد	پادری کے	۶ پائی
خلاصہ تعلیم عیسوی۔	ای۔ پی۔ نیوٹن	۳ پائی
لوگ مسیح کو کیوں قبول نہیں کرتے	سپرجن	۶ پائی
لیکچر بر معجزات بائبل	ڈپٹی آتھم	۳ پائی
میں کون ہوں؟	ڈاکٹر عماد الدین	۶ پائی
مجموعہ غزلیات	نامعلوم	۳ پائی
مسیح کے جی اٹھنے کا تواریخی اور معجزانہ ثبوت	میکلین	۶ پائی
مسیح کی شہادت اپنے حق میں	نامعلوم	۳ پائی
مسیح کی زندگی اور تعلیمات پر چند سبق۔	ای۔ پی۔ نیوٹن	۲ر
مسیحی کا سفر (پاکٹ سائز)	بنین	۲ر
مسیحی مذہب کی صداقت۔	بی۔ بی۔ راج	۳ پائی
مسیحیت و سائنس۔	برکت اللہ	۲ر
مذہب اور حقیقت۔	سادھو سندر سنگھ	۲ر
محبت الٰہی	ڈاپلی	۲ر

تبشیری مہم کیلئے مفید اور ارزاں ٹریکٹ اور کتابیں

نام کتاب	مصنف	قیمت
مقررہ وقت	کرنل فراسٹ	۴ر
منتخبات بائبل (مجلد)	نامعلوم	۱ر
موسیٰ کی حکایت (باتصویر)	نامعلوم	۱ر
مقدس بابین اور علمائے فلاسفی و تبابت المسیح	ڈپٹی آتھم	۳ پائی
نجات کس طرح ملتی ہے؟	سپرجن	۶ پائی
نصیحت روحانی	جانسن	۶ پائی
نیا آسمان (کہانی)	مس ہیوبتھ	۳ پائی
پیش خبریاں مسیح کے حق میں	نامعلوم	۳ پائی
راہ نجات	محمد حنیف	۳ر
راہ زندگی (ٹریکٹ)	۲۵ عدد	۵ر
۵۰ عدد ۱۰ر	یکصد ایک روپیہ	۴ر
راستباز اور شریر کا انجام۔	کیلب	۳ پائی
روح کی تلوار	سپرجن	۶ پائی
سبد اور غزلیں۔	ای۔ پی۔ نیوٹن	۱ر ۶ پائی
شرع و فضل۔	بے۔ نیوٹن	۳ پائی
سوال و جواب اور گیت	آلین	۳ پائی
سوال و جواب مختصر	نامعلوم	۱ر
تثلیث فی التوحید	"	۳ پائی
توبہ کی حقیقت	"	۳ پائی
تلے دار پگڑی	اے۔ ایل۔ او۔ ای۔	۶ پائی
تین لڑکے (کہانی)	مس ٹراٹ	۳ پائی
تمہارا دل کیسا ہے؟	نامعلوم	۳ پائی
یسوع مسیح کون تھا؟	نارمن بیکیوڈ	۱ر
وید۔ قرآن۔ بائبل کی دعائیں۔	سلطان محمد پال	۳ر
یسوع پھر آتا ہے	بلیکسٹون	۲ر
یسوع مسیح کا احوال۔	کمشنر ٹکر	۱ر
یوحنا ۳: ۱۶ (کہانی)	نامعلوم	۳ پائی

نام کتاب	مصنف	قیمت
مناظرہ حافظ آباد	سلطان	۶ پائی
گناہ کیا ہے؟	گارڈنر	۳ر
حقائق قرآن	نامعلوم	۳ پائی
حقیقی اسلام	"	۳ پائی
حضرت محمد اور کتاب مقدس	گولڈسیک	۲ر
الہام	گیروموز	۲ر
ہدایت المعتزین	ڈاکٹر ڈیری	۳ پائی
انسان کامل	پادری سلطان محمد پال	۹ پائی
انسان کیا ہے؟	گارڈنر	۳ر
کیفیت مباحثہ سیالکوٹ	موسیٰ خاں	۱ر
خدا کی جہات ثلاثہ	گیرڈنر	۳ر
خداوند مسیح کی صلیبی موت	اکبر مسیح	۹ پائی
کن معنوں میں قرآن مسیحی کتب مقدسہ کا مصدق اور محافظ ہے؟ ہر تین حصے	جیمس منرو	فی حصہ ۳ پائی
میں کیوں مسیحی ہو گیا؟ (باتصویر)	سلطان محمد پال	۱ر
مسئلہ کفارہ	پادری جان قلندر	۳ پائی
مسئلہ تجسم	"	۶ پائی
مسیح مصلوب۔	ڈاکٹر برخوردار خان	۳ر
مسیح کے بعض معجزات۔	ڈاکٹر عماد الدین	۳ پائی
مسیح کے نام	ڈاکٹر زویمر	۳ پائی
مسیح کی موت کے مختلف پہلو	گیرڈنر	۳ر
مسیح کی شان از روئے قرآن	خواجہ	۳ر
مسیح کی الوہیت	گیرڈنر	۳ پائی
مسیحی عقیدہ اور زندگی۔	"	۲ر
مسیحی کا خط محمدی کے نام	نامعلوم	۶ پائی
مسیحیت کی خصوصیت سے اہل حدیث کا انکار	اکبر مسیح	۹ پائی
منارۃ البیضا	"	۱ر
مرزا غلام احمد کے فرزند کی وفات	"	۶ پائی
میزان الحق ع۱	خانڈر	۱ر
(حکایات)	"	۶ پائی
مختصر کوائف یوسفی	یوسف خان	۳ پائی
قادیانی محاسب	اکبر مسیح	۱ر ۶ پائی
قبلہ و نماز	"	۶ پائی
قرآن کی تعلیم	جیمس منرو	۳ پائی
قرآن و ابن القد۔	اکبر مسیح	۹ پائی

مطبوعات برائے اہل اسلام

نام کتاب	مصنف	قیمت
آیت الرجم	گیرڈنر	۱ر
بیگناہ نبی	راؤس	۳ پائی
پہلی اور دوسری موت۔	ڈاکٹر عماد الدین	۳ پائی
چھپا ہوا خزانہ	رچرڈس	۳ر
دعوۃ المسلمین۔	سر ولیم میور	۱ر
فصاحت القرآن	اکبر مسیح	۴ر
گناہ	ڈے	۱ر

سیکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی - لاہور

نام کتاب	مصنف	قیمت
ردّ تحریف	نامعلوم	۳ پائی
انصاف کا دن	ڈاکٹر راؤس	۶ پائی
خدا کے دس احکام	ڈاکٹر راؤس	۳ پائی
سورۂ فاتحہ	ڈاکٹر راؤس	۳ پائی
روزہ	انوار الحق	۱ر
روح القدس از روئے قرآن و بائبل	اسکندر عبد المسیح	۳ر
سحر دکن	جے۔ علی بخش	۴ر
شہاب ثاقب اور قادیانی اپریل فول	اکبر مسیح	۱ر ۳ پائی
شہادت قرآنی بر کتب ربانی۔	سر ولیم میور	۶ر
شریعت ارتداد	ڈاکٹر زویمر	۲ر
سیرۃ المسیح والمحمد	ٹھاکر داس	۱ر
تحریف انجیل وصحت انجیل۔	سیمپن	۶ پائی
تعلیم نجات از روئے قرآن	گارڈنر	۳ر
تنقید الخیالات (چار حصے)	عماد الدین	فی حصہ ۶ پائی
تقلیبات التعلیمات	"	۲ر
ترقی یا تنزل؟	ڈاکٹر زویمر	۶ پائی
طریق الحیات	فانڈر	۲ر
ینابیع القرآن	گولڈسیک	۳ر
ینابیع الاسلام	اکبر مسیح	۳ر
ضمیمہ تصحیف التحریف	نامعلوم	۶ پائی

مطبوعات برائے ہنود

نام کتاب	مصنف	قیمت
آئندہ زندگی	ٹھاکر داس	۲ر
بائبل اور سائنس	"	۶ پائی
چید کی یا مسیح بادشاہ۔	سیکڈنف	۳ پائی
دینی تعلیمات	جانسن	۱ر
ایک ہندو کا مسیحی ہونا۔	بابا پدمن جی	۱ر مجلد ۲ر
ایک تھیاسوفسٹ کا مسیحی ہو جانا۔	نامعلوم	۳ پائی
ازالۂ مادہ	سلطان محمد پال	۲ر
کلمنگ کتھا	نامعلوم	۳ پائی
کیا وید ازلی ہیں؟	پال کیول سنگھ	۱ر ۶ پائی
کیا وید الہامی ہیں؟	"	۲ر ۹ پائی
من تگن بھجن	نامعلوم	۲ پائی
مذہب کی نسبت ایک بحث۔	جانسن	۱ر
میزان الدین یا دھرم تلا۔	آلمن	۲ر
مختصر ریویو بر گرنتھ ست درپن	ڈپٹی آتھم	۶ پائی
تحقیق آریہ	سلطان محمد پال	۲ر
ویدوں کی ازلیت	نامعلوم	۱ر
ویدوں کی دیوتا پرستی۔	این پرم داس	۱ر
ویدوں کی تعلیم	جے۔ علی بخش	۲ر
زندہ جاوید۔ بائبل یا وید؟	اکبر مسیح	۱ر

نجات کی تعلیم مصنفہ پادری ہوپر صاحب جس میں ہندو۔ محمدی اور مسیحی مذاہب کا عالمانہ مقابلہ کیا ہے قیمت اصل ۳ر ۹ پائی

مجموعہ عرائض مسیح ناصری بر دو پانیان مذہب کی تصدیق و تکذیب کے لئے قیمت ۶ پائی

مذہب مسیحی کی چند خاص صفتیں بطور سوال و جواب ۹ پائی + نور مسیحی۔ خداوند مسیح کا مختصر احوال۔ ۹ پائی + مسیحی مذہب کی ابتدائی حالت۔ قیمت ۳ر